بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صَافِیَہ لِمَا وَقَعَ بَیۡنَ

علی و معاویہ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمَا

تالیف
شیخ الحدیث والتفسیر

پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر
رحمۃ للعٰلمین پبلی کیشنز گلی نمبر 7 بشیر کالونی سرگودھا۔

048-3215204-0303-7031327

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ وَ الصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ عَلیٰ سَیِّدِ الاَنبِیآءِ وَ المُرسَلِینَ وَ عَلیٰ آلِہٖ وَ اَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ اَمّا بَعد

چند ماہ پہلے ہمیں گھر بیٹھے بٹھائے ایک خط موصول ہوا جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف سخت گستاخانہ طریقے سے بارہ سوال داغے گئے تھے۔ ان سوالات کے ساتھ یہ خط بھی موجود تھا جس میں علماءِ حق کو اس بدتمیز خط کا جواب لکھنے پر مجبور کر کے رکھ دیا گیا تھا۔ چنانچہ وہ خط ہم لفظ بلفظ شائع کر رہے ہیں۔ اسے پڑھ لینے کے بعد آپ پر واضح ہو جائے گا کہ ہماری طرف سے جواب منظر پر آنے کی تمام تر ذمہ داری سائل پر عائد ہوتی ہے یا پھر سائل کو استعمال کرنے والی لابی پر عائد ہوتی ہے۔ خط یہ ہے۔

بخدمت جناب پروفیسر ہارون الرشید تبسم صاحب و علمائے ربانی سرگودھا

السلام علیکم! دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو تا دیر سلامت رکھے۔ آپ دین کی خدمت کرتے رہیں، مخلوقِ خدا آپ کے علم سے سیراب ہوتی رہے۔ ہمیں ایک ایسی جماعت سے مجادلہ کا معرکہ پیش آ گیا ہے جس نے ہمارے مسلک کو چیلنج کیا ہے۔ کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے پیش کردہ سوالات کے تحریری جوابات پیش کریں اگر جوابات پیش نہیں کر سکتے تو ہمارا موقف جو سراپا حق ہے قبول کر لیں کہ یہی بات اہلِ حق کے شایانِ شان ہے۔

ہم نے مقامی علماء سے الگ الگ رابطہ کیا اور انہیں صورتِ حال سے باخبر کر کے راہنمائی کی التجا کی۔ مگر ہر ایک نے تحریری جوابات دینے سے گریز کیا۔ اور کچھ علماء نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یہ اختلافی مسئلہ ہے اسے مت چھیڑو۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ کیا اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں بھی یہ مسئلہ اختلافی ہے؟ تو مولانا صاحب خاموش ہو گئے۔ مزید میں نے عرض کیا کہ اختلاف میں بھی ہمیشہ ایک فریق حق پر ہوتا ہے جبکہ دوسرا غلطی پر۔ تو اس مسئلہ میں بھی ہمیں حق کا پہلو تلاش کرنا چاہیے۔ خاموشی اور تذبذب کا رستہ تو نفاق کی علامت ہے۔ اہلِ حق ہمیشہ حق کو قبول کر کے اس کی تائید کرتے ہیں جبکہ باطل کو رد کر کے اس کی پرزور تردید کرتے ہیں۔ یا تو

ہم لکیر کے فقیر بن کر اندھی تقلید کے قائل بن کر ہٹ دھرم ہو چکے ہیں۔ یا باطل کا جواب دینے کی ہمارے پاس علمی استعداد نہ ہے۔ یا پھر ہم ضد اور تعصب کا شکار ہو کر حق سے چشم پوشی کر رہے ہیں۔ اور حق کو قبول کرنے والے جذبۂ ایمان سے محروم ہو چکے ہیں۔ اس صورتِ حال میں ہم ذئاب فی ثیاب کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔ جو ایمان سوز اور تباہ کن ہے۔

آپ سے خدا و مصطفی ﷺ کے نام پر التجا ہے کہ ہماری راہنمائی فرما دیں ہمیں ان سوالات کے جوابات سے آگاہ فرما دیں تاکہ ہمیں اطمینانِ قلب نصیب ہو۔ ہمیں تذبذب کی کیفیت سے نکال کر یقین کی منزل پر لایئے۔ اگر آپ نے بھی خاموشی اختیار کی، حق کو چھپایا اور ہماری راہنمائی نہ فرمائی تو روزِ قیامت آپ جواب دہ ہوں گے۔ خدا کی بارگاہ میں کیا منہ دکھاؤ گے۔ علماءِ ربانی کی یہ شان نہیں کہ وہ حق کو چھپائیں۔ حق کو چھپانا تو سب سے بڑا ظلم و تعدی ہے۔

حق کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔ جب ہم اہل حق ہیں تو پھر خاموشی کا کیا مطلب ہے۔ کیا باطل کی تردید ضروری نہیں؟ جبکہ دوسرا فریق دعوے سے کہتا ہے کہ آپ سوالات کے جوابات پیش کر کے حق کو سامنے لائیں ہم قبول کرنے کو تیار ہیں کہ قرآن وسنت میں ہر مسئلہ کا حل موجود ہے۔ امید ہے آپ مایوس نہیں فرمائیں گے۔ اور اہل حق ہونے کا ثبوت پیش کریں گے اور ہماری راہنمائی فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

طالبِ حق: غلام رسول نقشبندی خطیب مرکزی جامع مسجد ریلوے روڈ میانوالی۔

واضح رہے کہ خط کے ٹائیٹل پر جن صاحب کو مخاطب کیا گیا ہے ہم ان سے متعارف نہیں ہیں اور نہ ہی ہم نے انہیں سرگودھا کے علماء میں شمار ہوتے سنا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ ان سوالات کے جواب ہم نے سائل کو ذاتی طور پر اس کے ایڈریس پر پوسٹ کر دیے تھے مگر افسوس کہ اسکے باوجود سائل نے علماء کی طرف وہی گھسے پٹے سوالات بھیجنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ سائل کی اس حرکت سے ہم معاملے کی تہہ تک پہنچ چکے ہیں مگر فرض کفایہ کی ادائیگی کی غرض سے سائل کے سوالوں کے جواب شائع کرنے کی جسارت کر رہے ہیں۔ جو جوابات ہم نے سائل کو ذاتی طور پر بھیجے تھے، یہ مضمون ان کی نسبت زیادہ مفصل ہے۔

سوالوں کے جواب

سوال نمبر 1 ۔ فرمانِ خدا ہے۔ایک مومن کو عمداً قتل کرنے والا دائمی جہنمی ہے۔اس پر اللہ کا غضب و لعنت ہے اور اس کیلئے بہت بڑا عذاب تیار ہے۔تو جس نے خلیفہِ راشد سے بغاوت کر کے بے شمار صحابہ کا قتلِ عام کرایا وہ کس قدر اللہ کے غضب و لعنت کا مستحق ہوگا۔وہ آپ کے علم و اعتقاد میں جنتی ہے جہنمی؟

جواب:۔ اولاً آپ نے جو فرمانِ خدا نقل کیا ہے اس کے بارے میں جمہور مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس شخص کے بارے میں ہے جو توبہ نہ کرے (بیضاوی جلد ا صفحہ ۲۳۱)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ یعنی جو شخص توبہ کرے میں ضرور بخشنے والا ہوں (طٰہٰ:۸۲)۔اور حدیث شریف میں ہے کہ سو آدمیوں کے قاتل نے جب سچے دل سے توبہ کی تو اللہ نے اسے بخش دیا (بخاری، مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۵۹، المستند صفحہ ۲۵۷)۔

نیز مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس شخص کے لیے ہے جس نے مسلمان کے قتل کو حلال سمجھا (ابن جریر جلد ۴ پارہ ۵ صفحہ ۲۶۶، بیضاوی جلد ا صفحہ ۲۳۱)۔

ثانیاً اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔اچھی نیت سے اپنی لاش جلانے کی وصیت کرنے والا بخشا گیا (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۵۹) اور بُری نیت سے جہاد کرنے اور علم پڑھانے والا جہنم میں گیا (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۴۰)۔مولا علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں کی نیت درست تھی۔حضرت ابودرداء اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہما نے سیدنا علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان صلح کرانے کیلئے زبردست کوشش فرمائی۔وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا کہ میری جنگ صرف عثمان کے خون کی وجہ سے ہے۔علی نے قاتلوں کو پناہ دے رکھی ہے۔انکے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہمیں عثمان کے قاتلوں سے خون کا بدلہ دلوائیں، اہلِ شام میں سے سب سے پہلے میں ان کے ہاتھ پر بیعت کروں گا (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۴۹)۔مولا علی خود فرماتے ہیں کہ ہمارے اور معاویہ کے درمیان اور کوئی اختلاف نہیں تھا،صرف خونِ عثمان کے بارے میں غلط فہمی ہوگئی تھی (حاصل نہج البلاغہ صفحہ ۴۲۴)۔یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اتنی قتل وغارت کے بعد بھی انہیں مسلمان قرار دیا ہے حدیث فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (بخاری جلد ا صفحہ ۵۳۰)۔

جسے حضور ﷺ مسلمان قرار دیں، ہمارے علم اور اعتقاد میں وہ جنتی ہے اور جو شخص اسے مغضوب، ملعون اور جہنمی کہے وہ خود مغضوب، ملعون اور جہنمی ہے اور حبیبِ کبریا ﷺ سے ٹکر لے رہا ہے۔

ثالثاً حدیثِ پاک میں ہے کہ حضرت احنف بن قیس فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی کی مدد کے

لیے گھر سے نکلا۔ راستے میں میری ملاقات ابوبکرہ سے ہوئی، انہوں نے پوچھا کہاں جارہے ہو؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا اے احنف! واپس چلا جا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ : اِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفِهِمَا فَالْقَاتِلُ وَ الْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ یعنی جب دو مسلمان تلواریں لے کر آمنے سامنے آجائیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۸۹، بخاری جلد ۱ صفحہ ۹)۔

اس حدیث کو اگر آپ کی عینک سے پڑھا جائے تو دونوں طرف کے لشکر معاذ اللہ جہنم میں جارہے ہیں، خواہ حق پر کوئی بھی ہو۔ اور اگر یہاں تاویل ضروری ہے تو یہی تاویل حدیث عمار میں بھی ضروری ہے۔

سوال نمبر 2۔ قرآن وسنت کی رو سے صحابی و باغی کی تعریف و جزا کیا ہے؟ کیا صحابی اور باغی کو ایک ہی زمرہ میں شمار کیا جاسکتا ہے یا نہ؟

جواب:۔ جس مسلمان نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی اور مرتد نہیں ہوا وہ صحابی ہے۔

قرآن شریف میں اللہ کریم جل شانہٗ کا ارشاد ہے کہ وَ اِنْ طَائِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ یعنی اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو، پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے تو جو بغاوت کرتا ہے اس کے خلاف اس وقت تک جنگ جاری رکھو جب تک وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع نہیں کرتا (الحجرات:۹)۔

اس آیت میں مومنین کے دو گروپوں کا ذکر ہے جو آپس میں لڑ پڑیں۔ حکم یہ ہے کہ مومنوں کا ایک گروہ اگر مومنوں کے دوسرے گروہ پر بغاوت کرے تو مظلوم کا ساتھ دو۔ یہاں بغاوت کرنے والے کو بھی مومن کہا گیا ہے اور جس کے خلاف بغاوت کی گئی ہو اسے بھی مومن کہا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ باغی ہونے کے باوجود مومن ہے۔

اسی طرح ایک اور آیت میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے وَ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ یعنی ظلم کرنے والے لوگ حق کے بغیر بغاوت کرتے ہیں (شوریٰ:۴۲)۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایک بغاوت حق پر ہوتی ہے اور دوسری بغاوت حق کے بغیر ہوتی ہے۔ یہی بات اہل لغت نے بھی لکھی ہے۔ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ یہی آیت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ فَخَصَّ الْعُقُوْبَةَ بِبَغْيِهٖ بِغَيْرِ الْحَقِّ یعنی اللہ تعالیٰ نے حق کے بغیر بغاوت کرنے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے (مفردات

راغب صفحہ ۵۳)۔اسی آیت سے لفظ بغاوت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اَلْبَغْیُ قَدْ یَکُوْنُ مَحْمُوْداً وَ مَذْمُوماً یعنی بغاوت اچھی بھی ہوتی ہے اور بری بھی (مفردات صفحہ ۵۳)۔

المنجد میں بغاوت کے دو معنی لکھے ہیں (۱) تلاش کرنا یا مطالبہ کرنا (۲) ظلم اور نافرمانی کرنا (المنجد اردو صفحہ ۹۴)۔

قرآن اور لغت کی روشنی میں واضح ہو گیا کہ باغی کا لفظ وسیع ہے اور ہر باغی کافر اور جہنمی نہیں ہوتا بلکہ اِس لفظ کا اطلاق مومنین صادقین پر بھی ہوتا ہے۔

ثانیاً باغی کا معنی کچھ بھی ہو، نبی کریم ﷺ اپنے کسی غلام کیلئے یہ لفظ استعمال فرمائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ آپ ﷺ بڑے ہیں اور چھوٹوں کو تنبیہ اور سبّ کر سکتے ہیں۔ جس طرح اللہ کریم نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے کہ فَعَصیٰ آدَمُ رَبَّہٗ فَغَویٰ (طٰہٰ: ۱۲۱)۔ اس آیت کا ترجمہ علماء نے اس طرح فرمایا ہے کہ آدم سے اپنے رب کا حکم بجالانے میں بھول ہوئی تو جنت سے بے راہ ہو گئے۔ حالانکہ قرآن کے اصل الفاظ عَصیٰ اور غَویٰ بڑے سخت الفاظ ہیں۔ عَصیٰ کا لفظی معنی ہے نافرمان ہوا اور غَویٰ کا لفظی معنی ہے گمراہ ہوا۔ کیا آپ یہ جرأت کر سکتے ہیں کہ جس طرح آپ نے حضرت امیر معاویہ کو بغاوت کے لفظ کی وجہ سے باغی کہا ہے اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کو بھی عاصی اور غاوی کہہ دیں؟

اگر آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت تاویل پر مجبور کر رہی ہے تو اسی طرح ہمیں بھی حضرت امیر معاویہ کی صحابیت اور ان کے فضائل تاویل پر مجبور کر رہے ہیں۔

ثالثاً جسے ہم صحابی کہہ رہے ہیں اور آپ باغی و مرتد ثابت کر رہے ہیں اسی کو نبی کریم ﷺ نے مولا علی سے جنگ لڑ چکنے کے بعد مسلمان قرار دیا ہے (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۰)۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ کے فیصلے کے مطابق وہ صحابی ہی تھے۔ باغی و مرتد نہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ معاویہ کو کچھ نہ کہو، وہ رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہے (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۱)۔ لہٰذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، باغی اور مرتد نہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر پار جہاد کرے گا ان پر جنت واجب ہو چکی ہے (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۱۰)۔ سب سے پہلے سمندر پار جہاد کرنے والے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں اور اِس حدیث میں اُن کی واضح اور زبردست منقبت موجود ہے فِی هٰذَا الْحَدِیْثِ مَنْقَبَۃٌ لِمُعَاوِیَۃَ (حاشیہ بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۱۰)۔ لہٰذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں نہ کہ باغی اور مرتد۔ اور جو شخص اتنی تصریحات کے باوجود امیر معاویہ پر زبان درازی کرتا ہے، وہ خود باغی ہے اور مرتد ہو کر مرے گا

مَنْ عَادیٰ لِیْ وَلِیّاً فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ جو اللہ کے ولی سے عداوت رکھتا ہے اس کے خلاف اللہ کا اعلانِ جنگ ہے۔

سوال نمبر 3۔ احادیثِ متواترہ کا ماننا مثل قرآن ضروری ہے۔ایسی متواتر حدیث کے خلاف اعتقاد و عمل ہدایت ہے یا گمراہی؟

جواب:۔ حدیثِ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ متواتر نہیں۔اور اگر اسے کسی نے متواتر کہہ بھی دیا تو بالتحقیق اس حدیث کا تواتر ثابت کرنا ناممکن ہے۔اس حدیث کے تواتر پر آپ کا وثوق آپ کی خودغرضی اور عدمِ تحقیق کا بہترین مظہر ہے اور اگر یہ حدیث متواتر ہو بھی تو پھر کیا ہوا؟ کس بدبخت نے اس حدیث کا انکار کیا ہے؟ انکار تو ہم صرف اس مفہوم کا کر رہے ہیں جو آپ نے پوری امت کے خلاف محض اپنی ذاتی رائے سے کشید کر لیا ہے۔بتایئے اس حدیث سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جہنمی ہونا کہاں سے ثابت ہوا۔

بعض اوقات بغاوت کرنے والا ظالم ہوتا ہے، جیسا کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتل باغی ظالم تھے۔کبھی حکمران اور بغاوت کرنے والے دونوں مجتہد ہوتے ہیں اور محض غلط فہمی کی بنا پر جنگ ہو جاتی ہے جیسا کہ مولا علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما میں جنگ ہوئی اور مولا علی و سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ ہوئی۔یہ دونوں بزرگ ہستیاں اپنی اپنی تحقیق کے مطابق حق پر تھیں۔اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس فوج کو باغی گروہ قرار دیا ہے (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۵) اسی فوج کو مسلمان گروہ بھی قرار دیا ہے (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۰) اور مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرما رہے ہیں کہ یہ محض غلط فہمی تھی (نہج البلاغہ صفحہ ۴۲۴)۔

سوال نمبر 4۔ اجتہاد کی تعریف۔اجتہاد کب روا ہے۔اجتہاد بالقلم یا بالسیف ہے۔وہ کیا شرائط ہیں جن کا مجتہد میں پایا جانا ضروری ہے۔جس سے وہ درجہ اجتہاد کو پہنچتا ہے اور مجتہد کو اپنی صریح خطا کا علم و یقین ہونے پر رجوع کرنا ضروری ہے یا نہ؟

جواب:۔ جس مسئلے کا حل قرآن و سنت اور اجماع میں نہ ملے قیاس کے ذریعے اس کا حل نکالنا اجتہاد کہلاتا ہے۔واضح حکم موجود نہ ہونے کی صورت میں اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے۔مجتہد کے لیے قرآن و سنت کا عالم ہونا اور اجماعی مسائل سے واقف ہونا ضروری ہے۔مجتہد کو اپنی خطا کا علم ہو جائے تو اس پر رجوع کرنا لازم ہے لیکن اگر اسے اپنی خطا کا علم نہ ہو سکے اور وہ خود کو حق پر ہی سمجھ رہا ہو تو اس کی خطا معاف ہے بلکہ اسے اجتہادی خطا پر بھی اجر ملے گا (مسلم و بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۴)۔

ثانیاً سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مولا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ کرنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ مسئلہ واقعی اجتہادی تھا اور اس میں غلط فہمی کی واضح گنجائش موجود تھی اور صرف امیر معاویہ ہی نہیں بلکہ ام المومنین رضی اللہ عنہا بھی اس غلط فہمی کا شکار ہوئیں۔ مجتہد کا اپنے مؤقف پر ڈٹے رہنا یا اس سے رجوع کر لینا ایک الگ بحث ہے۔

ثالثاً اجتہاد کی شرائط کچھ بھی ہوں، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مجتہد (فقیہ) قرار دیا ہے (بخاری جلد ا صفحہ ۵۳۱)۔ لہٰذا یہ سوال آپ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھیے کہ مجتہد کی شرائط کیا ہیں اور آپ نے معاویہ کو فقیہ کیوں قرار دیا ہے۔

سوال نمبر 5۔ نبی پاک ﷺ کو بالواسطہ یا بلاواسطہ گالیاں دینے والا، تنقیص وتوہین کرنے والا، بغض و عداوت رکھنے والا، نافرمانی کرنے والا مومن ہے یا منافق و مرتد؟

جواب:۔ ا۔ علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ اہلِ بیت اطہار علیہم الرضوان کو دی جانے والی وہ گالی جو نبی کریم ﷺ تک پہنچے گی اس سے مراد نسبی گالی ہے (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۸)۔

۲۔ نبی کریم ﷺ کو گالیاں دینے والا، تنقیص وتوہین کرنے والا، صریح نافرمانی کرنے والا کافر ہے اگر پہلے مسلمان تھا تو اب مرتد ہو جائے گا۔

۳۔ نبی کو گالی دینے اور صحابی کو گالی دینے میں یہ فرق ہے کہ نبی کو گالی دینا کفر وارتداد ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔ جب کہ صحابی کو گالی دینا فسق و فجور ہے اور اس کی سزا کوڑے مارنا ہے (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۱۹۶)۔ یہ ایک عام آدمی کی بات ہو رہی ہے کہ اگر ایک عام آدمی صحابی کو گالی دے تو اسے کوڑے مارے جائیں۔ لیکن اگر صحابہ کی آپس میں کوئی غلط فہمی ہو جائے اور ایک صحابی دوسرے صحابی کو گالی دے تو یہ صورتِ حال بالکل مختلف ہے۔ دونوں طرف صحابی ہیں اور چوٹ برابر کی ہے، اگرچہ درجات کا فرق سہی۔ یہاں ہمارے لیے منہ بند رکھنا لازم ہے۔

۴۔ مگر یہاں یہ بات واضح رہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو کبھی گالی نہیں دی۔ عربی زبان میں گالی کو بھی "سَبّ" کہتے ہیں اور ناراضگی یا ڈانٹ ڈپٹ کرنے کو بھی سَبّ کہتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ دو آدمیوں نے نبی کریم ﷺ کی نافرمانی کی تو آپ ﷺ نے انہیں سَبّ کیا۔ فَسَبَّهُمَا النَّبِیُّ ﷺ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۶)۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ اگر میں کسی مسلمان کو سبّ

کروں یا اس پر لعنت بھیجوں تو اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دینا اور رحمت میں تبدیل کر دینا (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۲۳)۔

کیا کوئی مسلمان یہ باور کر سکتا ہے کہ حبیبِ کریم ﷺ نے کسی کو گالی دی ہو گی؟ معلوم ہو گیا کہ عربی زبان میں سب وشتم سے مراد کسی سے ناراضگی کا اظہار بھی ہوتی ہے۔ خصوصاً حضرت مولا علی کو سبّ کرنے سے کیا مراد تھی؟ اس کے بارے میں بھی حدیث سن لیجیے۔

ایک آدمی نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مدینہ کا فلاں امیر منبر پر کھڑا ہو کر حضرت علی کو گالیاں دیتا ہے۔ حضرت سہل نے پوچھا وہ کیا الفاظ کہتا ہے؟ اس نے کہا وہ حضرت علی کو "ابو تراب" کہتا ہے۔ حضرت سہل ہنس پڑے اور فرمایا اللہ کی قسم اس نام سے انہیں خود حضور ﷺ نے پکارا ہے اور خود حضرت علی کو یہ نام سب سے زیادہ پیارا تھا (بخاری جلد ا صفحہ ۵۲۵)۔

واضح رہے کہ اس حدیث شریف میں حضرت معاویہ کی بات ہی نہیں ہو رہی۔ یہاں مروان بن حکم کی بات ہو رہی ہے۔ جو مدینہ کا گورنر تھا۔

اس قسم کی باتیں جب متعصب اور تقیہ باز شیعوں کے ہاتھ لگیں تو انہوں نے ایسی ہی باتوں کو یا تلخ کلامی اور برادرانہ نوک جھوک کو گالیاں بنا ڈالا اور تاریخ کی کتابوں میں لکھ ڈالا۔ سبّ کا ترجمہ گالی پڑھ کر لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید خدانخواستہ ماں بہن کی گالیاں دی گئی ہوں گی، حالانکہ کوئی مائی کا لال تاریخ کی کتابوں میں ایسی گندی گالیاں نہیں دکھا سکتا۔

سوال نمبر 6۔ خلیفہ راشد کی اطاعت فرض ہے۔ فرض کا منکر و مخالف مومن ہے یا کافر؟

جواب:۔ خلیفہ راشد کی خلافت متحقق ہو جانے اور طے پا جانے کے بعد اسکی اطاعت فرض ہے۔ لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چونکہ عدمِ اطاعت کے لیے خونِ عثمان کے سبب تاویل موجود تھی اور اس وقت تک سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی خلافت مستحکم بھی نہیں ہوئی تھی کہ نافرمانی فرض کا ترک ٹھہرتی لہٰذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں جھٹ سے بدتمیزی کرنے کی بجائے ادب اور احتیاط کا دامن تھامنا ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِمَّا ھُمْ عَلَیْہِ مِنْ اِخْتِلَافِھِمْ فَھُوَ عِنْدِیْ عَلٰی ھُدًی یعنی صحابہ کے اختلاف کے باوجود اگر کوئی شخص کسی ایک کی بھی پیروی کرلے گا تو وہ اللہ کے نزدیک ہدایت پر سمجھا جائے گا (مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۴)۔ روافض کی کتاب احتجاج طبرسی میں ہے کہ اِخْتِلَافُ اَصْحَابِیْ لَکُمْ رَحْمَۃٌ یعنی میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لیے رحمت ہے (احتجاج طبرسی جلد ۲ صفحہ ۱۰۶۔۱۰۵)۔

حضور کریم ﷺ نے صحابہ کے اختلاف کو رحمت قرار دیا ہے اور آپ اس اختلاف پر انہیں جہنم واصل کر رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن مولا علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما ایک دستر خوان پر موجود ہوں اور آپ کی بدتمیزیاں آپ کے گلے کا پھندا بن چکی ہوں۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ یعنی ہم ان کے دلوں سے ناراضگیاں ختم کر دیں گے، وہ بھائی بھائی ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے (حجر: ۴۷)۔ مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں امید رکھتا ہوں کہ میں، طلحہ، زبیر اور عثمان انہی لوگوں میں شامل ہوں گے جن کا ذکر اس آیت میں موجود ہے (بیہقی جلد ۸ صفحہ ۱۷۳، البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۹، بے شمار تفاسیر)۔

سوال نمبر 7۔ ایک صاحبِ ایمان تمام ارکان و فرائض اسلام و جمیع ضروریات دین و ایمان پر پختہ یقین و ایمان رکھتا ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کے اہل بیت اطہار، خلفائے راشدین، صحابہ کرام، اولیاء امت کا ادب و عشق رکھنے والا پیروکار ہے۔ امیر عامہ معاویہ کو باغی جاننے سے کیا اس کا ایمان کامل نہیں؟ اگر آپ کے اعتقاد و ایمان و علم میں تکمیل ایمان کا دارومدار معاویہ کے ماننے پر ہی ہے تو قرآن و سنت میں اس کے جواز میں کیا دلائل ہیں؟

جواب:۔ یہی بات ایک قادیانی، خارجی اور رافضی بھی کر سکتا ہے۔ یہ لوگ بھی ان سب چیزوں کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر اپنی مرضی کی صرف ایک ڈنڈی مارتے ہیں اور یہی حال آپ کا بھی ہے۔

ثانیاً آپ نے سوال میں اپنے آپ کو صحابہ کرام، اولیاءِ امت کا ادب و عشق رکھنے والا پیروکار لکھا ہے۔ لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے کے بعد آپ کی یہ بات جھوٹی ثابت ہوگئی۔ نیز آپ نے سوال نمبر گیارہ میں لکھا ہے کہ ضدی و متعصب ملاں و صوفی معاویہ کی حمایت پر مصر ہے۔ یہ جملہ لکھنے کے بعد آپ خود کو اولیاءِ امت کا ادب و عشق رکھنے والا پیروکار کیسے کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر آپ پرانے اولیاء کو مانتے ہیں تو ان اولیاء علیہم الرضوان کا عقیدہ بھی وہی تھا جو ہمارا عقیدہ ہے۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیز، حضرت عمرو بن شرحبیل ہمدانی، حضرت عبد اللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل اور حضرت داتا گنج بخش علیہم الرحمہ کے روحانی مشاہدات اور عقائد ہم عنقریب بیان کریں گے۔ یہاں ذرا ولیوں کے سردار حضور سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کا ارشادِ گرامی سن لیجیے۔ آپ فرماتے ہیں: رہا امیر معاویہ اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کا معاملہ، تو وہ بھی حق پر تھے اس لیے کہ وہ خلیفہ مظلوم کے خون کا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ اور قاتل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود تھے۔ پس ہر فریق کے پاس جنگ کے

جواز کی ایک وجہ موجود تھی۔ لہٰذا ہمارے لیے سکوت اس سلسلہ میں سب سے اچھی بات ہے، ان کے معاملے کو اللہ کی طرف لوٹا دینا چاہیے۔ وہ سب سے بڑا حاکم اور بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم اپنے عیوب پر نظر ڈالیں اور دلوں کو گناہوں کی چیزوں سے اور اپنی ظاہری حالتوں کو تباہی انگیز کاموں سے پاک اور صاف رکھیں (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۸۶)۔ اولیاءِ امت بلکہ تمام اولیاء کے سردار جو کچھ فرما رہے ہیں وہ آپ نے پڑھ لیا ہے۔ ان اولیاء کو چھوڑ کر خدا جانے آپ کون سے اولیاء کے پیروکار ہیں۔

ثالثاً حبیب کریم ﷺ نے فرمایا کہ دَعُوْ الِیْ اَصْحَابِیْ وَ اَصْھَارِیْ میری خاطر میرے صحابہ اور میرے سسرال کو کچھ نہ کہا کرو۔ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو صحابی نظر نہیں آئے تو کم از کم محبوب کریم ﷺ کے سسرالی رشتے کا ہی حیاء کر لیا ہوتا۔

رابعاً ایمان کا دارومدار قرآن وسنت کو ماننے، صحابہ و اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کا ادب کرنے اور دیگر بہت سی باتوں پر ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اسی دارومدار کا ایک حصہ ہیں جس طرح کسی بھی دوسرے صحابی کو گالی دینا یا جہنمی کہنا خود جہنمیوں والی حرکت ہے اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی گالی دینا یا جہنمی کہنا دوزخیوں والی حرکت ہے۔

ایک صحابیٔ رسول ﷺ جو اللہ کو بالکل اسی طرح مانتا ہے جس طرح مولا علی مانتے ہیں، مولا علی ہی کی طرح نبی کریم ﷺ کو مانتا ہے، مولا علی ہی کی طرح ایمان رکھتا ہے اور اسی کا دعویٰ کرتا ہے۔ مولا علی خود فرمائیں کہ میں اس سے اللہ پر ایمان اور اسکے رسول کی تصدیق میں زیادہ نہیں ہوں اور نہ ہی وہ مجھ سے زیادہ ہے، ہمارا معاملہ بالکل ایک جیسا ہے۔ غلط فہمی صرف خونِ عثمان میں ہے اور ہم اس خون سے بری ہیں (نہج البلاغہ صفحہ ۴۲۴)۔

تقریباً یہی بات بخاری اور مسلم کی حدیث میں بھی موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَقْتُلَ فِئَتَانِ عَظِیْمَتَانِ تَکُوْنُ بَیْنَھُمَا مَقْتَلَۃٌ عَظِیْمَۃٌ وَ دَعْوَاھُمَا وَاحِدَۃٌ یعنی قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دو عظیم گروہوں کے درمیان زبردست جنگ نہ ہو، اُن دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا (بخاری، مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۰، مشکوٰۃ صفحہ ۴۶۵)۔ اِس حدیث کی تشریح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِن دو گروہوں سے مراد حضرت علی اور حضرت معاویہ کے ساتھی ہیں۔ چنانچہ امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ اِخْوَانُنَا بَغُوْا عَلَیْنَا یعنی ہم پر بغاوت کرنے والے ہمارے بھائی ہیں (بیہقی جلد ۸ صفحہ ۱۷۲، اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۳۱۷)۔ یہی حدیث شیعہ کی کتاب قرب الاسناد میں بھی موجود ہے (قرب الاسناد جلد ۱

صفحہ ۴۵)۔تو اب آپ بتائیے کہ ان صاف اور سیدھی باتوں کے باوجود امیر معاویہ کو گالیاں دینے کے لیے آپ کے پاس قرآن وسنت میں کیا دلائل موجود ہیں؟ جس شخص کو مولا علی ایمان اور اسلام میں مکمل طور پر اپنے جیسا قرار دیں، اُسے اپنا بھائی کہیں، نبی کریم ﷺ بھی اُن کی برابری کی تصدیق فرمائیں اور اُسے مسلمانوں کے گروہ میں سے قرار دیں، اُسے جہنمی کہہ کر خود جہنم میں جانے کا شوق آپ پر کیوں سوار ہے؟

نبی کریم ﷺ نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی قرار دیا ہے۔ مولا علی فرما رہے ہیں کہ معاویہ ہمارا بھائی ہے۔ اب بتائیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور نبی کریم ﷺ کے درمیان کون سا رشتہ ثابت ہوا؟ دوسری طرف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ ہیں۔ دینی رشتہ کے علاوہ برادرِ نسبتی ہونا بھی شک سے بالاتر ہے۔ اب بتائیے کہ امیر معاویہ کو گالی دینا نبی کریم ﷺ کو گالی دینے کے مترادف ہے کہ نہیں؟

اب ذرا اپنے سوال کا جواب جلیل القدر تابعین کی زبانی لفظ بلفظ سن لیجیے۔ امام زہری رحمت اللہ علیہ کو اہل بیت سے اتنی زیادہ محبت تھی کہ بعض لوگوں نے ان پر شیعہ ہونے کا شک کر دیا ہے۔ یہی امام زہری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید ابنِ مسیب رحمت اللہ علیہ سے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا اے زہری سن لے۔ جو شخص ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کی محبت پر مرا، اور اس نے گواہی دی کہ عشرہ مبشرہ جنتی ہیں اور امیر معاویہ سے رحم دلی کا رویہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کا ذمہ دار ہے کہ اس سے حساب نہ مانگے (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۶)۔

حضرت ابوتوبہ حلبی قدس سرہ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مثال صحابہ کرام کے لیے ایک پردے جیسی ہے۔ جس شخص نے آپ پر زبان درازی کر دی، اس کی جھجک اتر گئی اور اس کے لیے باقی صحابہ پر زبان درازی کا دروازہ کھل گیا (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۷)۔

ایک اللہ کے ولی نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ کے پاس ابوبکر، عمر، عثمان، علی اور معاویہ موجود تھے۔ راشد الکندی نامی ایک شخص آیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ شخص ہم میں نقص نکالتا ہے۔ کندی نے کہا یا رسول اللہ میں ان سب میں عیب نہیں نکالتا بلکہ صرف اِس ایک معاویہ میں عیب نکالتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرا برا ہو، کیا یہ میرا صحابی نہیں ہے؟ آپ نے یہ بات تین بار فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے ایک نیزہ پکڑا اور معاویہ کو دے دیا اور فرمایا یہ اس کے سینے میں مارو۔ انہوں نے اسے نیزہ مار دیا۔ میری آنکھ کھل گئی۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ راشد کندی کو

رات کے وقت سچ مچ کسی نے مار دیا ہے (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۷)۔

اب آپ خود سوچ لیجیے کہ ایمان کی تکمیل کا دارومدار امیر معاویہ پر ہے یا نہیں۔

سوال نمبر 8۔ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ الْجَنَّۃَ عَلیٰ مَنْ ظَلَمَ اَھْلَ بَیْتِیْ اَوْ قَاتَلَھُمْ اَوْ اَعَانَ عَلَیْھِمْ اَوْ سَبَّھُمْ ''بے شک اللہ نے حرام کر دیا جنت کو اس شخص پر جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا یا ان سے جنگ کی یا ان سے جنگ کرنے والے کی اعانت و مدد کی یا ان کو گالی دی'' یہ سب کام معاویہ نے کیے اس حدیث کی رو سے معاویہ کے جہنمی ہونے میں قطعاً شک نہ رہا لیکن حواری ملاں اپنے مفروضوں کے بل بوتے پر معاویہ کو گھسیٹ گھسیٹ کر جنت لے جانے کی کوشش میں کامیاب ہوں گے یا خود بھی اس کے ساتھ جہنم کا ایندھن بنیں گے؟

جواب:۔ اولاً آپ نے اس حدیث کا حوالہ نہیں دیا۔ ثانیاً اہل بیت کی تین اقسام ہیں۔ سب سے بڑی اور حقیقی قسم اصل اہل بیت ہے وہ ازواج مطہرات اور چار شہزادیاں ہیں۔ ازواجِ مطہرات کا اہل بیت ہونا سورۃ احزاب میں نص سے ثابت ہے۔ دوسری قسم داخل اہل بیت ہے جن میں مولا علی اور حسنین کریمین علیہم الرضوان شامل ہیں۔ تیسری قسم لاحق اہل بیت ہیں جیسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور اُمت کے منتخب لوگ (سبع سنابل اردو صفحہ ۹۴)۔

اب آپ بتایئے جب مولا علی اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کی جنگ ہوئی تو دونوں طرف اہل بیت تھے کہ نہیں؟ اور سیدہ صدیقہ اعلیٰ درجہ کی اہل بیت ہیں کہ نہیں؟ اہل بیت ہونے کے ساتھ ساتھ وہ مولا علی کی ماں تھیں کہ نہیں؟ اور قرآن کے مطابق ماں کو اُف کہنا بھی منع ہے کہ نہیں؟ اب آپ کا مولا علی پر کیا فتویٰ ہوگا؟

ہمارے نزدیک اُس جنگ میں بھی غلط فہمی ہوئی تھی اور اِس جنگ میں بھی غلط فہمی۔ تحقیق کے لحاظ سے مولا علی کا موقف درست تھا مگر فریق ثانی ان سے بڑھ کر اہل بیت تھا۔ ان کی شان میں بدتمیزی کرنا بدرجۂ اَولیٰ منع ہے۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے درمیان غلط فہمی کا ذکر قرآن میں موجود ہے، چھوٹا بھائی اپنے بڑے پیغمبر بھائی کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو داڑھی مبارک سے اور سر کے بالوں سے پکڑ لیا (حاصل طٰہٰ: ۹۴)۔ ایک عالم دین کو داڑھی سے پکڑنا کفر ہے تو ایک پیغمبر کو داڑھی سے پکڑنا کتنی بڑی بات ہوگی؟ لیکن چونکہ یہ بڑوں کا معاملہ ہے لہٰذا ہمیں ادب کی وجہ سے خاموش رہنا چاہیے۔ مولا علی اور سیدہ صدیقہ میں غلط فہمی ہوگئی (عام

کتبِ تاریخ)۔ مولا علی اور سیدۃ النساء میں جھگڑا ہوا اور سیدۃ النساء روٹھ کر نبی کریم ﷺ کے ہاں چلی گئیں۔ اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا مَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا (بخاری جلد ا صفحہ ۵۳۲)۔

اگر آپ میں معمولی بھی خدا خوفی اور احتیاط کا مادہ موجود ہے تو اس خطرناک صورتِ حال میں خاموشی کو ہی ترجیح دیں گے اور اگر قسمت پھوٹ چکی ہے اور بدبختی غالب آ گئی ہے تو بھاری بجلی کے خطر ناک تاروں میں انگشت زنی کرتے رہیے۔ اہل سنت ایسے معاملات میں ادب کی وجہ سے خاموش رہا کرتے ہیں۔

ثالثاً حدیث شریف میں ہے کہ جس نے میرے اہل بیت سے جنگ کی اس کے ساتھ میری جنگ ہے اور جس نے ان سے صلح کی اس سے میری صلح ہے۔ آپ کو حضرت امیر معاویہ کا مولا علی سے جنگ لڑنا تاریخ میں نظر آ گیا ہے تو فرمایئے کہ اس جنگ کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہم سے صلح کرنا نظر کیوں نہیں آیا؟

سوال نمبر 9۔ من عادلی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب یعنی جس نے میرے ولی سے عداوت مخالفت کی میرا اس سے اعلانِ جنگ ہے تو جس نے عمر بھر امام الاولیاء سے جنگ وجدل کا سلسلہ جاری رکھا اور خطبہ جمعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ سے محبت کرنے والوں پر لعن طعن کرتا اور کراتا رہا اس کے خلاف اللہ تعالٰی کے اعلانِ جنگ کی شدت کا کیا عالم ہوگا۔ ایسے شخص پر اللہ کا غضب ہے یا رحمت؟

جواب:۔ مَنْ عَادیٰ لِیْ وَلِیًا میں مولا علی کا خصوصی نام نہیں ہے بلکہ جس طرح مولا علی اللہ کے ولی ہیں اسی طرح امیر معاویہ بھی اللہ کے ولی ہیں۔ ہاں درجات کا فرق ضرور ہے۔ درجات اور مراتب کا فرق جس طرح انبیاء علیہم السلام میں پایا جاتا ہے اسی طرح صحابہ کرام بھی سارے ایک جیسے نہیں ہیں۔ آپ نے یہ حدیث اس مفروضے کی بنا پر نقل کی ہے کہ امیر معاویہ اللہ کے ولی نہیں ہیں۔ یہ آپ کا خانہ ساز مفروضہ ہے جس کی تردید ہم ساتھ ساتھ کرتے آ رہے ہیں۔ اور یہ جنگ ایک ولی کی دوسرے ولی کے ساتھ تھی جس طرح اہل بیت کی باہمی رنجشیں تھیں۔ اللہ کے ان پیاروں پر باہمی جھگڑوں کے باوجود رحمت ہی رحمت ہے اور انہیں برا کہنے والوں پر اللہ کا غضب ہے خواہ رافضی ہوں یا خارجی۔

سوال نمبر 10۔ ''مومن ہی علی سے محبت کرے گا اور منافق ہی علی سے بغض رکھے گا''۔ معاویہ کا زندگی بھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ وجدل کرنا اور ان پر لعن طعن کرنا اور کرانا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی

علامت ہے یا بغض کی؟اس حدیث اور کردارِ معاویہ کی روشنی میں معاویہ مومن ہے یا منافق؟

جواب:۔ امیر معاویہ کے دل میں مولا علی کا بغض نہیں تھا۔اور نہ ہی وہ جنگ وجدال بغض کی بنا پر تھا۔ جس طرح سیدنا موسیٰ وسیدنا ہارون علیہما السلام کے دلوں میں ایک دوسرے کا بغض نہ تھا مگر حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون علیہما السلام کی داڑھی مبارک پکڑ لی اور جس طرح مولا علی کے لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں بغض نہ تھا مگر پھر بھی جنگ ہوئی اور سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور مولا علی رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑا ہوا۔معلوم ہوا کہ جنگ یا جھگڑے کے لیے بغض کا ہونا ضروری نہیں۔

سوال نمبر 11۔ ملتِ اسلامیہ کے تمام اہلِ حق کا یزید کے لعنتی وجہنمی ہونے پر اجماع ہے۔جبکہ یزید اوّل (امیر عامہ معاویہ) جو یزیدیت کا بانی اور اسے تقویت دینے والا انتشارِ ملت کو پروان چڑھا کر اتحادِ ملت کو تباہ کرنے والا تحریفِ دین اور ملوکیت کی بناء قائم کرنے والا۔قاتل آل واصحاب باغی کا کردار یزید کے کرتوت سے بڑھ کر بدتر ایمان سوز اور دین کش ہے۔بایں ہمہ ضدی ومتعصب ملاں وصوفی یزید اوّل (معاویہ) کی حمایت پر مصر ہے۔کیا یزید اوّل (معاویہ) اور یزید ثانی کے کردار وکرتوت میں مماثلت نہیں ہے؟

جواب:۔ اولاً آپ کے بقول جب ملتِ اسلامیہ کے تمام اہلِ حق کا یزید کے لعنتی وجہنمی ہونے پر اجماع ہے تو پھر آپ ہی بتایئے کہ وہی اہلِ حق امیر معاویہ کے جہنمی ہونے پر متفق کیوں نہیں ہوئے؟ جب کہ آپ ہی کے بقول امیر معاویہ یزیدیت کا بانی اور یزید کے کرتوت سے بڑھ کر بدتر ایمان سوز اور دین کش ہے۔اس کے لیے آپ کو کھینچا تانی اور محنت کیوں کرنا پڑ رہی ہے۔آپ کم از کم سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو تو اہلِ حق مانتے ہی ہوں گے۔ہمیں بتایئے کہ انہوں نے چھوٹے یزید کے خلاف تلوار کیوں اٹھائی اور بڑے یزید کے خلاف تلوار کیوں نہ اٹھائی؟ یہ سوال حضرت داتا گنج بخش رحمت اللہ علیہ کی طرف سے آپ پر وارد کیا جا رہا ہے (کشف المحجوب صفحہ ۷۶)۔آپ اپنے سوال نمبر 7 میں اولیاءِ امت کا ادب وعشق رکھنے اور پیروکار ہونے کا دعویٰ کر چکے ہیں۔لہٰذا حضرت داتا گنج بخش رحمت اللہ علیہ کی پیروی کرتے ہوئے امیر معاویہ کو اہلِ حق مان لیجیے ورنہ اولیاء اللہ کی پیروکاری کا فریب دینا چھوڑ دیجیے۔

ثانیاً آپ نے حضرت امیر معاویہ کو یزیدِ اول، بدتر ایمان سوز اور دین کش کہا ہے۔ہم یہ معاملہ اللہ ذوالجلال کے سپرد کرتے ہیں جو بڑی غیرت والا قہار ہے فَسَتَعْلَمُ اَیَّ مُنْقَلِبٍ تَنْقَلِبُ۔ہم زیادہ سے زیادہ حبیبِ کریم ﷺ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے یہی عرض کر سکتے ہیں کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ صحابہ کو

گالیاں دینے والو تمہارے شر پر اللہ کی لعنت (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۵)۔

ثالثاً امیر معاویہ اور یزید کے کردار میں آپ کی مزعومہ مماثلت نہیں ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔ مولا علی فرماتے ہیں کہ میں امیر معاویہ سے بہتر نہیں۔ بلکہ ہم میں مکمل مماثلت ہے۔ مولا علی نے امیر معاویہ کو اپنا مماثل قرار دیا ہے (نہج البلاغہ صفحہ ۴۲۴)۔ اور آپ انہیں یزید کا مماثل بلکہ اس سے بھی بدتر کہتے ہیں۔ صغریٰ کبریٰ ملا کر جواب دیجیے۔ آپ نے مولا علی کو کیا کہہ دیا ہے؟ معاذ اللہ

سوال نمبر 12۔ ولا تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق و انتم تعلمون ترجمہ۔ اور حق کو باطل کے ساتھ مت ملاؤ۔ اور تم حق کو چھپاتے ہو اور تم جانتے بھی ہو۔ تو کیا ایک باغی دین وملت کو صحابہ میں ملانا اس آیت کا انکار اور صحابہ کی توہین نہیں؟ اور کیا قرآن کی ایک آیت کا انکار کفر نہیں؟

جواب:۔ امیر معاویہ باغیٔ دین وملت نہیں ہیں۔ بلکہ صحابی ہیں۔ ہم حدیث شریف لکھ چکے ہیں کہ صحابہ کا اختلاف رحمت ہے (مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۴، احتجاج طبرسی جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۔۱۰۶)۔ اور جنگ کے باوجود امیر معاویہ مسلمان ہیں (بخاری جلد ا صفحہ ۵۳۰)۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں صحابی بھی مانا ہے اور فقیہ بھی (بخاری جلد ا صفحہ ۵۳۱)۔ لہٰذا امیر معاویہ کو صحابی کہنا حق و باطل میں تلبیس نہیں ہے۔ بلکہ انہیں باغیٔ دین وملت کہنا محبوب کریم ﷺ کی صحیح اور صریح حدیث سے ٹکر لینا ہے مولا علی اور امیر معاویہ دونوں حق ہیں جب کہ یزید باطل ہے امیر معاویہ کو یزید کے ساتھ ملانا حق و باطل کی تلبیس ہے۔

اس سوال میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی ماننے سے حق و باطل کی تلبیس ثابت کرنا اور پھر اس پر وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ الآیۃ کو چسپاں کرنا جو اس موضوع پر بطورِ نص وارد ہی نہیں ہوئی اور پھر امیر معاویہ کو صحابی ماننے کو اس آیت کے انکار کے مترادف قرار دینا ایسی حرکت ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ سوال گھڑنے والا آدمی یا ٹولہ عالم نہیں ہے۔ اس طرح کی جاہلانہ حرکتیں بعض دوسرے سوالوں میں بھی پائی جاتی ہیں جن پر ہم نے بحث نہیں کی بلکہ خود حسنِ ظن سے کام لے کر سائل کے مفہوم کو سیدھا کر لیا ہے۔

ایسے لگتا ہے کہ سائل نے صرف اس ایک موضوع پر چند کتابیں پڑھ لی ہیں اور کسی بدتمیز کی صحبت میں کچھ وقت گزارنے کی وجہ سے منہ پھٹ ہو گیا ہے۔

سائل کو جہالت کی وجہ سے اصل سوال اٹھانے کا سلیقہ نہیں آیا۔ ذیل میں ہم ازراہِ احسان وہ سوال خود اٹھا کر اس کا جواب دے رہے ہیں۔

سوال:۔ حدیثِ عمار کے آخری الفاظ تدعھم الی الجنۃ ویدعونک الی النار سے معلوم ہو رہا

ہے کہ حضرت عمار کا مؤقف جنتیوں والا تھا اور حضرت امیر معاویہ کا مؤقف جہنمیوں والا تھا۔

جواب:۔ ان الفاظ سے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کیلئے جہنم کا استحقاق ثابت ہو رہا ہے بشرطیکہ قاتلوں کی بخشش کا کوئی دوسرا سبب موجود نہ ہو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بخشش کے بے شمار اسباب موجود ہیں۔ مثلاً جس مسلمان نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا وہ ہرگز جہنم میں نہیں جائے گا (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۴)۔ حدیثِ قسطنطنیہ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۱۰)، سیدنا امام حسن سے صلح والی حدیث (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۰) وغیرہ۔

ثانیاً نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اِذَا تَوَاجَہَ الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفِھِمَا فَالْقَاتِلُ وَ الْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ یعنی جب دو مسلمان تلواریں لے کر آمنے سامنے آجائیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۸۹، بخاری جلد ۱ صفحہ ۹)۔ اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے ایسا قاتل اور مقتول مراد ہیں جن کے پاس جنگ کے لیے کوئی تاویل اور بہانہ موجود نہ ہو اور ان کی جنگ محض تعصب کی بنا پر ہو۔ اور ان کے جہنم میں جانے سے مراد یہ ہے کہ وہ جہنم کے حق دار ہوں گے لیکن اگر اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دے تو یہ ایک الگ بات ہے۔ اہل حق کا یہی مذہب ہے اور اس طرح کی تمام احادیث میں یہی تاویل ضروری ہے۔ صحابہ کرام کے درمیان جس قدر جنگیں ہوئی ہیں وہ اس وعید میں داخل نہیں ہیں۔ اہل سنت اور اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ صحابہ کرام کے بارے میں حسن ظن سے کام لیا جائے اور ان کے باہمی جھگڑوں کے بارے میں زبان کو لگام دی جائے اور ان کی جنگوں کے بارے میں تاویل سے کام لیا جائے۔ صحابہ مجتہد تھے اور ان کے پاس جنگ کی معقول وجہ موجود تھی۔ انہوں نے نافرمانی کا ارادہ ہرگز نہیں کیا اور نہ ہی دنیا کے لیے جنگ لڑی ہے بلکہ ہر فریق نے یہی سوچا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مخالف باغی ہے اور اس کے خلاف جنگ لڑنا واجب ہے تاکہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ ان میں سے بعض کا مؤقف درست تھا اور بعض کو غلطی لگی ہوئی تھی۔ وہ اپنی اس غلطی میں معذور تھے۔ ان کی یہ خطا اجتہادی تھی اور مجتہد سے جب خطا ہوتی ہے تو وہ گناہگار نہیں ہوتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں حق پر تھے۔ یہ ہے اہل سنت کا مذہب۔ ایسی صورتِ حال میں فیصلہ کرنا بہت مشکل تھا حتیٰ کہ صحابہ کرام کی اچھی خاصی تعداد حیرت کا شکار تھی، وہ دونوں گروہوں سے الگ ہو کر کھڑے رہے اور کسی کی طرف سے بھی جنگ میں حصہ نہیں لیا۔ اگر انہیں یقین ہوتا کہ حق کس طرف ہے تو وہ ضرور حق کا ساتھ دیتے اور پیچھے ہٹ کر کھڑے نہ ہوتے (شرح النووی علیٰ مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۰)۔

اگر حدیثِ عمار کو اسکے ظاہر پر رہنے دیا جائے اور ایک گروہ کو جہنمی کہا جائے تو ہماری پیش کردہ

بخاری اور مسلم کی متفقہ حدیث دونوں گروہوں کو معاذ اللہ جہنمی بنا دے گی۔ اب آپ خود فیصلہ کیجیے کہ آپ کو ان احادیث میں تاویل منظور ہے یا مولا علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کو جہنمی کہہ کر خود جہنم میں جانا منظور ہے۔

من نہ گویم کہ ایں کن و آں کن
مصلحت بیں و کارِ آساں کن

ترجمہ:۔ میں نہیں کہتا کہ یہ کر یا وہ کر۔ مصلحت دیکھ اور جو کام آسان لگتا ہے وہ کر۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خصوصی فضائل

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حدیبیہ سے اگلے سال یعنی سات ہجری میں مسلمان ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کے سر مبارک کے بال کاٹنے کا شرف حاصل کیا۔ آپ کی ہمشیرہ حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا تمام مومنین کی ماں اور محبوب کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ ان کی ہمشیرہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ساس ہیں۔ آپ نے اسلام لانے سے پہلے مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں حصہ نہیں لیا۔ سب سے پہلا بحری بیڑا تیار کرایا۔ چالیس سال تک مسندِ اقتدار پر فائز رہے۔

بخاری شریف میں فضائل:۔ ا۔ آپ نے نبی کریم ﷺ سے ایک سو تریسٹھ احادیث روایت فرمائی ہیں جن میں سے بعض صحیح بخاری جیسی کتابوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ ایک زبردست حدیث جو عشاق کے مذہب و مسلک کی جان ہے اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَ اللّٰہُ یُعْطِی یعنی اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں، اس کے راوی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں (بخاری جلد ا صفحہ ۱۶)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میری چالیس احادیث میری امت تک پہنچائیں اللہ تعالیٰ اسے فقیہ بنا کر اٹھائے گا اور میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں گواہی دوں گا (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶)۔ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بذاتِ خود صحابی اور فقیہ ہیں۔ اور اس حدیث کی روشنی میں فقیہ کے درجے کو پہنچانے والی چالیس احادیث سے چار گنا زیادہ احادیث کے راوی ہیں۔ یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

۲۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ حبیبِ کریم ﷺ نے فرمایا میرا بیٹا حسن میری امت کا سردار ہے اور ایک وقت آئے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا (بخاری جلد ا صفحہ ۵۳۰)۔

اس حدیث میں جن دو گروہوں کا ذکر ہے ان میں سے ایک گروہ امام حسن کا اور دوسرا گروہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کا ہے۔ ان دونوں میں صلح اس وقت ہوئی تھی جب مولا علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ ہو چکی تھی اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے تھے۔ اس شہادت کے واقع ہو جانے کے باوجود، محبوب کریم ﷺ نے شہید کرنے والوں کو فِئَہ مُسلِمَہ کہا ہے یعنی مسلمان گروہ۔

۳۔ اسی صحیح بخاری میں ایک اور حدیث اس طرح ہے کہ اَوّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِی یَغْزُوْنَ الْبَحْرَ فَقَد اَوْجَبُوْا یعنی میری اُمت کا پہلا لشکر جو سمندر پار جہاد کرے گا اُن پر جنت واجب ہو چکی ہے (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۱۰)۔ سب سے پہلے سمندر پار جہاد کرنے والے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں اور اِس حدیث میں اُن کی واضح اور زبردست منقبت موجود ہے فِی هٰذَا الْحَدِیْثِ مَنْقَبَۃٌ لِمُعَاوِیَۃَ (حاشیہ بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۱۰)۔

لطف کی بات یہ ہے کہ خارجی حضرات اسی حدیث کے اگلے الفاظ اَوّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ مَدِیْنَۃَ قَیْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّھُمْ سے یزید کا مغفور ہونا ثابت کرتے ہیں اور رافضی حضرات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کے بھی منکر ہیں۔ یہ دونوں انتہا پسند ٹولے ہیں جبکہ اہلِ سنت کا مسلک اِن کے بین بین ہے اور راہِ اعتدال کا آئینہ دار ہے۔

۴۔ حبیبِ کریم ﷺ نے ایک مرتبہ دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا وَ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا یعنی اے اللہ ہمارے شام میں برکت دے اور ہمارے یمن میں برکت دے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ نجد کے لیے بھی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے پھر وہی دعا فرمائی مگر نجد کے لیے دعا نہ فرمائی۔ تین بار ایسا ہی ہوا۔ ہر بار صحابہ کرام نے نجد کے لیے دعا کرنے کی درخواست کی۔ آخرکار آپ ﷺ نے فرمایا ھُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلَعُ قَرْنُ الشَّیْطَان یعنی نجد میں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطانی گروہ نکلے گا (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۱)۔

اس حدیث میں نجد کے خارجیوں کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے نجد کے لیے دعا فرمانے سے انکار کر دیا۔ اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی خارجی یا غلط آدمی ہوتے تو آپ ﷺ شام کے لیے بھی دعا نہ فرماتے۔ آپ ﷺ کا یمن اور شام دونوں کے لیے دعا فرمانا اس بات کا ثبوت ہے کہ یمنی اور شامی نبی کریم ﷺ کے نزدیک نجدیوں کی طرح ناپسندیدہ نہیں تھے۔

۵۔ حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ معاویہ کو کچھ نہ کہو، وہ رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہے (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۱)۔

۶۔ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ امیر المومنین معاویہ کا کیا کریں وہ صرف ایک

وتر پڑھتے ہیں۔ آپ نے فرمایاوہ اپنے طور پر ٹھیک کرتا ہے، امیر معاویہ فقیہ ہے(بخاری جلدا صفحہ ۵۳۱)۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے یہ بات اُس وقت فرمائی جب جنگِ صفین ہو چکی تھی، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے تھے بلکہ مولا علی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت بھی گزر چکا تھا۔ یہ ساری باتیں امیر المومنین کے لفظ سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت معاویہ کو امیر المومنین کہا گیا اور آپ نے اِسکی تردید کرنے کی بجائے اُنہیں فقیہ کہہ دیا۔ بتایئے سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہے جو حبیبِ کریم ﷺ کے خاندانِ اقدس کے فردِ عظیم ہیں۔

۷۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے بال مبارک کاٹنے کا شرف حاصل کیا(بخاری جلدا صفحہ ۲۳۳)۔

مسلم شریف میں فضائل:۔ حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ میں آپ سے تین چیزیں مانگتا ہوں، آپ مجھے عطا فرما دیں۔ فرمایا کیا مانگتے ہو؟ عرض کیا میرے پاس عرب کی سب سے حسین وجمیل بیٹی اُمِّ حبیبہ موجود ہے، میں اسے آپ کے نکاح میں دیتا ہوں۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ عرض کیا آپ معاویہ کو اپنا کاتب بنالیں۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ عرض کیا آپ مجھے امارت سونپ دیں تا کہ میں جس طرح مسلمانوں کے خلاف جنگ کرتا رہا ہوں اب مشرکین کے خلاف جنگ کر کے بدلہ موڑ سکوں۔ فرمایا ٹھیک ہے(مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۰۴،صحیح ابنِ حبان صفحہ ۱۹۳۲)۔ اس واقعہ سے پہلے حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم ﷺ سے ہو چکا تھا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اپنے مسلمان ہونے کے بعد اسی نکاح کی تجدید اور اس پر اپنے قلبی اطمینان کی بات کر رہے تھے(شرح نووی جلد ۲ صفحہ ۳۰۴)۔

ترمذی شریف میں فضائل:۔ ۱۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ اے اللہ اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنادے(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۴)۔

۲۔ اے اللہ اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۴)۔

۳۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ معاویہ کو ہمیشہ اچھے لفظوں سے یاد کیا کرو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے اللہ اسے ہدایت دے(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۴، البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۲۹ واللفظ لہ)۔

مسندِ احمد میں فضائل:۔ا۔ اے اللہ معاویہ کو کتاب اور حساب سکھا اور اسے آگ سے بچا(مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۵۷، صحیح ابن حبان صفحہ ۲ ۱۹۳)۔

۲۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کے بعد مروہ کے پاس نبی کریم ﷺ کے بال مبارک کاٹے۔ یہ حدیث مسندِ امام احمد میں کئی سندوں کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں۔ جب آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی تو لوگوں نے پوچھا کہ یہ حدیث خود معاویہ سے ہم تک پہنچی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ معاویہ رسول اللہ ﷺ پر بہتان باندھنے والا آدمی نہیں تھا(مسندِ احمد جلد ۴ صفحہ ۱۱۸، ۱۲۱، ۱۲۶)۔

سنن سعید بن منصور میں فضائل:۔ا۔ حضرت نعیم بن ابی ھندا اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ میں جنگ صفین میں حضرت علی کا ساتھی تھا۔ جب نماز کا وقت آیا تو ہم نے بھی اذان دی اور امیر معاویہ کے لشکر نے بھی اذان دی۔ ہم نے اقامت پڑھی انہوں نے بھی اقامت پڑھی۔ ہم نے بھی نماز پڑھی انہوں نے بھی نماز پڑھی۔ میں نے دونوں طرف سے قتل ہونے والوں کے بارے میں سوچا۔ جب مولا علی رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو میں نے عرض کیا کہ ہماری طرف سے قتل ہونے والوں اور ان کی طرف سے قتل ہونے والوں کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا مَنْ قُتِلَ مِنَّا وَ مِنْهُمْ يُرِيْدُ وَجْهَ اللهِ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ، دَخَلَ الْجَنَّةَ یعنی خواہ کوئی ہماری طرف سے مارا گیا ہو یا ان کی طرف سے مارا گیا ہو اگر اس کی نیت اللہ کی رضا اور جنت کی طلب تھی تو وہ جنت میں گیا(سنن سعید بن منصور جلد ۲ صفحہ ۳۴۴)۔

۲۔ حضرت عمرو بن شرحبیل ہمدانی تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جنگِ صفین میں حصہ لینے والوں کے بارے میں متذبذب تھا کہ فریقین میں سے افضل کون ہے۔ میں نے اللہ کریم سے عرض کیا کہ میری راہنمائی فرمائے جس سے میری تسلی ہوجائے۔ مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ مجھے اہل صفین کے پاس جنت میں لے جایا گیا۔ میں حضرت علی کے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا جو سبز باغ میں اور چلتی نہروں کے پاس موجود تھے۔ میں نے کہا سبحان اللہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ آپ لوگ تو وہی ہیں جنہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا تھا۔ وہ کہنے لگے ہم نے اپنے رب کو رؤف اور رحیم پایا۔ میں نے کہا حضرت معاویہ کے ساتھیوں پر کیا گزری؟ انہوں نے کہا وہ تیرے سامنے موجود ہیں۔ میں ادھر کو بڑھا تو سامنے ایک قوم تھی جو سبز باغ میں اور چلتی نہروں کے پاس موجود تھی۔ میں نے کہا سبحان اللہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ آپ لوگ تو وہی ہیں جنہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا تھا۔ انہوں نے کہا ہم نے اپنے رب کو رؤف اور رحیم پایا(سنن

سعید بن منصور جلد ۲ صفحہ ۳۴۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۲۷۷)۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں فضائل:۔ ایک سطر اوپر اس کا حوالہ گزر چکا ہے۔

صحیح ابنِ حبان میں فضائل:۔ اس کے دو حوالے مسلم شریف اور مسندِ احمد میں فضائل کے ضمن میں گزر چکے ہیں۔

دیگر کتب میں فضائل:۔ ا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا یَا مَعٰوِیَۃُ اِنْ وُلِّیتَ اَمْراً فَاتَّقِ اللّٰہَ وَاعْدِلْ یعنی اے معاویہ جب آپ کو حکومت ملے تو اللہ سے ڈرنا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کریم ﷺ کے اس ارشاد کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ میں حکمرانی میں مبتلا کیا جاؤں گا (مسندِ احمد جلد ۴ صفحہ ۱۲۶، مسندِ ابو یعلیٰ جلد ۵ صفحہ ۴۲۹، البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۰، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۳۵۵، دلائل النبوہ للبیہقی جلد ۶ صفحہ ۴۴۶)۔

۲۔ اللہ اور اس کا رسول معاویہ سے محبت کرتے ہیں (تطہیر الجنان صفحہ ۱۴)۔

۳۔ حضرت امیر معاویہ کاتبِ وحی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے مشورہ لیا کہ معاویہ کو کاتبِ وحی بنایا جائے یا نہیں۔ حضرت جبریل نے عرض کیا اس سے کتابت کروایا کریں وہ امین ہے (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۲۷)۔

۴۔ امام بخاری رحمت اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کَانَ مُعَاوِیَۃُ رِدْفَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَا مُعَاوِیَۃُ مَا یَلِینِیْ مِنْکَ قَالَ بَطْنِی قَالَ اَللّٰھُمَّ اِمْلَأْہُ عِلْماً وَ حِلْماً یعنی ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے معاویہ تیرے جسم کا کون سا حصہ میرے قریب ہے؟ عرض کیا میرا پیٹ۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ اسے علم اور حلم سے بھر دے (الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۹۳)۔

۵۔ معاویہ میری اُمت کا سب سے حلیم اور سخی آدمی ہے (تطہیر الجنان صفحہ ۱۲)۔

۶۔ اے اللہ معاویہ کو جنت میں داخل فرما وَ اَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۲۸)۔

۷۔ ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے نبی کریم ﷺ سے کہا مجھ سے کشتی لڑیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پاس موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا میں تم سے کشتی لڑتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے دعا دی کہ معاویہ کبھی مغلوب نہیں ہو گا۔ حضرت امیر معاویہ نے اس سے کشتی لڑی اور اسے بچھاڑ دیا۔ مولا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے

تھے کہ اگر مجھے یہ حدیث یاد ہوتی تو میں معاویہ سے کبھی جنگ نہ لڑتا (الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۹)۔

۸۔ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا دَعُوا لِی اَصْحَابِی وَ اَصْھَارِیْ، فَمَنْ سَبَّھُمْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللہِ وَ الْمَلَائِکَۃِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ یعنی میری خاطر میرے صحابہ کو اور میرے سسرال کو کچھ نہ کہا کرو، جس نے ان کو گالی دی اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۷)۔ واضح رہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے برادر نسبتی یعنی آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔

۸۔ حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کے جنتی ہونے کی بشارت نبی کریم ﷺ نے دی ہے اور یہ دونوں صحابی عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۵، ابنِ ماجہ صفحہ ۱۲، ۱۳)۔ جب کہ یہ دونوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں شامل تھے اور ان کی شہادت مولا علی کے لشکر کے ہاتھوں ہوئی۔ اب بتائیے، حضرت عمار بن یاسر کی شہادت حضرت امیر معاویہ کے لشکر کے ہاتھوں ہوئی اور حضرت طلحہ وزبیر کی شہادت مولا علی کے لشکر کے ہاتھوں ہوئی، جب کہ شہید ہونے والے ان سب صحابہ کے جنتی ہونے کی گواہی احادیث میں موجود ہے۔ اس پیچیدہ صورتِ حال کا حل آپکے پاس کیا ہے؟ مولا علی رضی اللہ عنہ نے جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو دیکھا تو انکے چہرے پر سے مٹی صاف کی اور فرمایا ''کاش میں اس واقعہ سے بیس سال پہلے فوت ہو گیا ہوتا'' (جمع الفوائد جلد ۲ صفحہ ۲۱۴، البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۸)۔

مولا علی کا یہ فرمان صاف بتا رہا ہے کہ مولا علی اپنی فوج کو حضرت طلحہ کا قاتل سمجھ رہے تھے۔ نیز آپ رضی اللہ عنہ نے وَنَزَعْنَا مَافِیْ صُدُوْرِھِمْ مِنْ غِلٍّ پڑھ کر فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ طلحہ، زبیر اور میں انہی لوگوں میں سے ہوں گے جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ آپ کے اس فرمان سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ فوت ہونے تک ان ہستیوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے بارے میں رنجش موجود تھی۔ اور یہی رنجش قیامت کے دن ختم کر دی جائے گی۔

حضرت امیر معاویہ بھی اپنی زندگی کے آخری دنوں میں فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں ذی طویٰ کا قریشی ہوتا اور مجھے حکومت ہی نہ ملی ہوتی (الاکمال مع المشکوۃ صفحہ ۶۱۷)۔

۹۔ اسی لیے مولا علی رضی اللہ عنہ نے جنگِ صفین کے بعد فرمایا تھا کہ قَتْلَایَ وَقَتْلَا مُعَاوِیَۃَ فِی الْجَنَّۃِ یعنی میری طرف سے قتل ہونے والے اور معاویہ کی طرف سے قتل ہونے والے سب جنتی ہیں (طبرانی، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۵۹۶ حدیث نمبر ۱۵۹۲۷)۔

۱۰۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ابوبکر اور عمر آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا۔ اسی دوران علی اور معاویہ کو بلایا گیا اور دونوں کو ایک کمرے میں داخل کر دیا گیا اور دروازہ بند کر دیا گیا۔ میں غور سے دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر میں حضرت علی باہر تشریف لے آئے۔ اور وہ فرمارہے تھے ربِ کعبہ کی قسم میرے حق میں فیصلہ ہوگیا۔ پھر تھوڑی دیر میں حضرت امیر معاویہ بھی باہر تشریف لے آئے اور فرمایا ربِ کعبہ کی قسم میری بخشش ہوگئی (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۷)۔

۱۱۔ مولا علی کے ساتھ غلط فہمی کے دنوں میں شہنشاہِ روم نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلامی علاقے میں مداخلت شروع کر دی تو حضرت امیر معاویہ نے روم کے بادشاہ کو خط لکھا کہ اگر تم اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو میں اپنے چچازاد بھائی علی سے صلح کر لوں گا اور ہم دونوں مل کر تمہیں تمہارے گھر سے بھی نکال دیں گے اور تیرے لیے زمین تنگ کر کے رکھ دیں گے۔ شہنشاہِ روم خوف زدہ ہوگیا اور صلح پر مجبور ہوگیا (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۲۶، تاج العروس جلد ۷ صفحہ ۲۰۸)۔

۱۲۔ جب مولا علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو قتل کا یہ منصوبہ تین افراد کے خلاف تیار کیا گیا تھا۔ حضرت مولا علی، حضرت عمرو بن عاص اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم۔ حضرت عمرو بن عاص صاف بچ گئے، امیر معاویہ زخمی ہوئے اور مولا علی رضی اللہ عنہم شہید کر دیے گئے (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۳۱۳)۔ اس واقعہ سے پتا چلتا ہے کہ یہ تینوں ہستیاں ایک جان تھیں اور ان کا دشمن مشترک تھا۔

۱۳۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک قمیض پہنائی تھی اور ان کے پاس نبی کریم ﷺ کی وہ قمیض، چادر، ناخن اور بال مبارک بھی موجود تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے حضور والی قمیض کا کفن پہنا کر آپ والی چادر میں لپیٹ کر، ناخن اور بال مبارک میری آنکھوں اور منہ پر رکھ دیے جائیں اور مجھے اللہ کے حوالے کر دیا جائے (الاکمال فی عقب المشکوٰۃ صفحہ ۶۱۷، ومثلہ فی اسد الغابہ جلد ۴ صفحہ ۳۸۷، نبراس صفحہ ۳۰۷، البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۸)۔

۱۴۔ مشہور و معروف تابعی حضرت محمد بن سیرین رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو آپ سجدے میں پڑ گئے اور باری باری اپنے رخسار زمین پر رکھ کر رونے لگے اور دعا فرمائی کہ اے اللہ میری مغفرت فرما دے، میری خطاؤں سے درگزر فرما، تو وسیع مغفرت والا ہے اور خطا کاروں کے لیے تیرے سوا کہیں پناہ نہیں۔ آپ اپنے گھر والوں کو تقوے کی

وصیت کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو گئے (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۹۔۱۵۰)۔

یہ سب باتیں اور خصوصاً وفات کے وقت آپ کی زبان مبارک پر اِتَّقُوا اللہ کے الفاظ کا جاری ہونا آپ رضی اللہ عنہ کا خاتمہ ایمان پر ہونے کی واضح دلیل اور مثبت ترین قرائن ہیں۔

محدثین کے اقوال:۔ ۱۔ محدثین علیہم الرحمۃ نے اپنی اپنی حدیث کی کتابوں میں فضائلِ معاویہ اور ذکرِ معاویہ کے نام سے باب قائم فرمائے ہیں جن میں سے بہت سی احادیث آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔

۲۔ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ سے کسی نے مولا علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب میں یہ آیت تلاوت فرمائی تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ لَھَا مَا کَسَبَتْ وَلَکُمْ مَا کَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ یعنی یہ ایک قوم ہے جو تم سے پہلے گزر چکی ہے، انکے اعمال انکے لیے تمہارے اعمال تمہارے لیے۔ انکے اعمال کے بارے میں تم سے سوال نہیں کیا جائے گا (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۷)۔

۳۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں: امامِ حسن رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح فرمانا امیر معاویہ کی امارت کے صحیح ہونے کا ثبوت ہے (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۹۷)۔

۴۔ حضرت ملا علی قاری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: پرانے بزرگوں نے ان جنگوں کے بارے میں خاموش رہنے کو پسند فرمایا ہے اور نصیحت کی ہے کہ تِلْکَ دِمَاءٌ طَھَّرَ اللّٰہُ عَنْھَا اَیْدِیْنَا فَلَا نُلَوِّثُ بِھَا اَلْسِنَتَنَا یعنی جن لوگوں کے خون سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا، ان کی غیبت کر کے ہم اپنی زبانوں کو ناپاک کیوں کریں (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۷۹)۔

۵۔ علامہ ابنِ حجر مکی رحمت اللہ علیہ نے ایک مکمل کتاب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں لکھی ہے جس کا نام تطہیر الجنان ہے۔

۶۔ علامہ ابنِ حجر عسقلانی نے فتح الباری میں، علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری میں، علامہ کرمانی نے شرح کرمانی میں اور بے شمار محدثین نے اپنی اپنی کتب میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان بیان فرمائی ہے اور ان پر زبان درازی سے منع فرمایا ہے۔ علیہم الرحمۃ والرضوان

صوفیاء کے اقوال:۔ اس سے پہلے (۱) حضرت عمر بن عبدالعزیز کا خواب اور (۲) حضرت عمرو بن

شرحبیل ہمدانی رحمت اللہ علیہ کا واقعہ بیان ہو چکا ہے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت امیر معاویہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز؟ آپ نے فرمایا کہ امیر معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں جمنے والی مٹی بھی عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۶)۔

۴۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ساری زندگی سیدنا امامِ حسن اور سیدنا امامِ حسین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں وظیفہ پیش کرتے رہے اور یہ دونوں شہزادے بخوشی اُسے قبول فرماتے رہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ سیدنا امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ضرورت مند اپنی حاجت لے کر حاضر ہوا آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ ہمارا رزق راستے میں ہے۔ تھوڑی دیر میں دینار کی پانچ تھیلیاں حضرت امیر معاویہ کی طرف سے پہنچ گئیں۔ ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے۔ قاصد نے عرض کیا کہ امیر معاویہ دیر سے وظیفہ پیش کرنے پر معذرت کر رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ پانچوں تھیلیاں ضرورت مند کو دے دیں اور اتنی دیر بٹھائے رکھنے پر معذرت چاہی (کشف المحجوب صفحہ ۷۷)۔

۵۔ حضور سیدنا غوثِ اعظم رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں: رہا امیر معاویہ اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کا معاملہ، تو وہ بھی حق پر تھے اس لیے کہ وہ خلیفہ مظلوم کے خون کا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ اور قاتل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود تھے۔ پس ہر فریق کے پاس جنگ کے جواز کی ایک وجہ موجود تھی۔ لہٰذا ہمارے لیے سکوت اس سلسلہ میں سب سے اچھی بات ہے، ان کے معاملے کو اللہ کی طرف لوٹا دینا چاہیے۔ وہ سب سے بڑا حاکم اور بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم اپنے عیوب پر نظر ڈالیں اور دلوں کو گناہوں کی چیزوں سے اور اپنی ظاہری حالتوں کو تباہی انگیز کاموں سے پاک اور صاف رکھیں (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۸۶)۔

۶۔ حضرت مولٰینا جلال الدین رومی رحمت اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نہایت ایمان افروز واقعہ شعروں میں لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیطان نے حضرت امیر معاویہ کو نماز کے وقت تھپکیاں دے کر سلا دیا۔ جب وہ جاگے تو نماز کا وقت گزر چکا تھا۔ آپ نماز کے قضاء ہونے پر سخت روئے اور پشیماں ہوئے۔ دوسرے دن شیطان نے انہیں بروقت جگا دیا۔ آپ نے شیطان سے پوچھا کہ تم تو لوگوں کو غافل کرنے پر لگے ہوئے ہو، آج تم نے مجھے نماز کے لیے کیسے جگا دیا؟ شیطان نے کہا کل نماز کے قضاء ہونے پر آپ اتنا روئے اور پشیماں ہوئے کہ اللہ نے آپ کو نماز پڑھنے سے بھی زیادہ اجر دے دیا۔ آپ کو ملنے والا وہ اجر دیکھ کر میں نے سوچا کہ آپ کو غافل کرنے

سے بہتر ہے کہ آپ نماز ہی پڑھ لیں۔ اس کے لیے مولانا روم علیہ الرحمۃ نے یہ عنوان قائم کیا ہے: بیدار کردنِ ابلیس حضرت امیر المومنین معاویہ را کہ برخیز کہ وقتِ نماز است۔ یعنی ابلیس کا امیر المومنین معاویہ کو جگانا کہ اٹھو نماز کا وقت ہے (مثنوی معنوی مولانا روم دفتر دوم صفحہ ۲۴۸)۔

۷۔ ایک اللہ کے ولی نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ کے پاس ابوبکر، عمر، عثمان، علی اور معاویہ موجود تھے۔ راشد الکندی نامی ایک شخص آیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ شخص ہم میں نقص نکالتا ہے۔ کندی نے کہا یا رسول اللہ میں ان سب میں عیب نہیں نکالتا بلکہ صرف اس ایک میں عیب نکالتا ہوں۔ اس نے حضرت امیر معاویہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بات کہی۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک نیزہ پکڑا اور معاویہ کو دے دیا اور فرمایا یہ اس کے سینے میں مارو۔ انہوں نے اسے نیزہ مار دیا۔ میری آنکھ کھل گئی۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ راشد کندی کو رات کے وقت سچ مچ کسی نے مار دیا ہے (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۷)۔

۸۔ حضرت مجدد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم سے بغاوت کرنے والے ہمارے بھائی ہیں۔ یہ لوگ نہ کافر ہیں نہ فاسق۔ کیونکہ ان کے پاس تاویل موجود ہے جو انہیں کافر اور فاسق کہنے سے روکتی ہے۔ اہلِ سنت اور رافضی دونوں حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی کرنے والوں کو خطاء پر سمجھتے ہیں اور دونوں حضرت امیر کے حق پر ہونے کے قائل ہیں لیکن اہلِ سنت حضرت امیر سے جنگ کرنے والوں کے حق میں محض خطا کے لفظ سے زیادہ سخت لفظ استعمال کرنا جائز نہیں سمجھتے اور زبان کو ان کے طعن و تشنیع سے بچاتے ہیں اور حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحابی ہونے کا حیاء کرتے ہیں (مکتوباتِ امامِ ربانی جلد ۲ صفحہ ۹۵ مکتوب نمبر ۳۶)۔

۹۔ امام عبدالوہاب شعرانی رحمت اللہ علیہ ایک عظیم ترین صوفی بزرگ ہیں اور حضور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ کے نظریات کے زبردست پرچارک ہیں۔ آپ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب الیواقیت والجواھر میں ایک سرخی قائم فرمائی ہے۔ وہ سرخی یہ ہے۔ فِیْ بَیَانِ وُجُوْبِ الْکَفِّ عَمَّا شَجَرَ بَیْنَ الصَّحَابَۃِ وَ وُجُوْبِ اِعْتِقَادِ اَنَّھُمْ مَاجُوْرُوْنَ یعنی صحابہ کے باہمی جھگڑوں کے بارے میں زبان کو لگام دینا واجب ہے اور ان سب کے ماجور ہونے کا اعتقاد واجب ہے۔

اس عنوان کے تحت آپ نے زبردست بحث فرمائی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر بعض تاریخ دانوں کی خلافِ تحقیق باتوں پر کان نہیں دھرنے چاہییں اور تاریخ پڑھتے وقت صحابہ کرام علیہم

الرضوان کے مرتبے اور مقام کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ صحابہ کا مرتبہ قرآن وسنت سے ثابت ہے جب کہ تاریخ محض کچی پکی باتوں کا مجموعہ ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ تِلْکَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللّٰہ تعالیٰ مِنْهَا سُیُوْفَنَا فَلَا نَخْضِبُ بِهَا اَلْسِنَتَنَا یعنی اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے خون سے ہماری تلواروں کو بچالیا ہے تو ہم اپنی زبانوں کو ان کی غیبت کر کے کیوں گناہ گار کریں۔ یہی تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین اپنے کندھوں پر لادا اور ہم تک پہنچایا۔ ہمیں نبی کریم ﷺ کی طرف سے ایک لفظ بھی اگر پہنچا ہے تو انہی کے واسطے سے پہنچا ہے۔ لہٰذا جس نے صحابہ پر طعن کیا اس نے اپنے دین پر طعن کیا۔ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے درمیان ہونے والی غلط فہمیوں کا معاملہ نہایت نازک اور دقیق ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کے بغیر کوئی شخص فیصلہ دینے کی جرأت نہ کرے۔ اس لیے کہ یہ مسئلہ حضور کی اولاد اور حضور کے صحابہ کا ہے۔ آگے کمال الدین بن ابی یوسف رحمت اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ لیس المراد بما شجر بین علی ومعاویة المنازعة فی الامارة کما توهمه بعضهم وانما المنازعة کانت بسبب تسلیم قتلة عثمان الی عشیرته لیقتصوا منهم الی آخره یعنی علی اور معاویہ کے درمیان جو برادرانہ جھگڑا ہوا اس سے مراد حکومت کی خاطر جنگ لڑنا نہیں ہے جیسا کہ بعض شیعہ کو وہم ہوا ہے۔ یہ جھگڑا محض اس بات کا تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ان کے رشتہ داروں کے حوالے کر دیا جائے تا کہ وہ قصاص لے سکیں۔ علی رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ ان کو گرفتار کرنے میں تاخیر کرنا بہتر ہے۔ اس لیے کہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں گڈمڈ ہو چکے تھے۔ ایسی صورتِ حال میں قاتلوں کو گرفتار کرنا حکومت کو ہلا کر رکھ دینے کے مترادف تھا، اس لیے کہ جنگِ جمل کے دن جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو فوج سے نکل جانے کا حکم دیا تھا تو ان میں سے بعض ظالموں نے امام علی کے خلاف خروج کرنے اور انہیں قتل کرنے کا عزم کر لیا تھا۔ اس کے برعکس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ قاتلوں کو فوری گرفتار کرنا چاہیے۔ اب یہ دونوں ہستیاں مجتہد ہیں اور دونوں کو اجر ملے گا (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۴۴۵)۔

۱۰۔ حضرت علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمت اللہ علیہ کے پاس علم لدنی تھا۔ آپ کسی استاد کے پاس نہیں پڑھے تھے۔ آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں ایک مکمل رسالہ تصنیف فرمایا ہے جس کا نام ہے "ناہیہ عن ذم معاویہ"۔

ہم نے عشرۂ کاملہ کے طور پر دس اولیائے کرام کے حوالے نقل کر دیے ہیں۔ اگر یہ تمام اولیاء علیہم الرضوان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا احترام کرنے کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے تو پھر آپ کو وہ جنت مبارک ہو جو اولیاء کی دشمنی کے نتیجے میں ملا کرتی ہے۔ ذُقْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْکَرِیْمُ

عقائد کی کتب میں تعلیم :۔ عقائد کی تمام کتابوں میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں زبان کو لگام دینے پر زور دیا گیا ہے (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۶۳، شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۵، نبراس صفحہ ۳۰۷، الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۴۴۵)۔

فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے مسائل کلامیہ میں لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اجلہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے ہیں۔ نسیم الریاض کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ وَمَنْ یَّکُوْنُ یَطْعَنُ فِیْ مُعَاوِیَۃَ فَذَالِکَ کَلْبٌ مِنْ کِلَابِ الْھَاوِیَۃِ یعنی جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۲)۔

شیعہ کی کتب میں فضائل :۔ ۱۔ مولا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اِنَّا لَمْ نُقَاتِلْھُمْ عَلَی التَّکْفِیْرِ لَھُمْ وَلَمْ نُقَاتِلْھُمْ عَلَی التَّکْفِیْرِ لَنَا لٰکِنَّا رَأَیْنَا اِنَّا عَلٰی حَقٍّ وَرَأَوْا اَنَّھُمْ عَلٰی حَقٍّ یعنی ہم انہیں کافر قرار دے کر ان سے جنگ نہیں لڑ رہے اور نہ ہی اس لیے لڑ رہے ہیں کہ یہ ہمیں کافر قرار دیتے ہیں، بلکہ ہمارے خیال کے مطابق ہم حق پر ہیں اور ان کے خیال کے مطابق وہ حق پر ہیں (قرب الاسناد جلد ا صفحہ ۴۵)۔

۲۔ اِنَّ عَلِیّاً علیہ السلام لَمْ یَکُنْ یُنْسِبُ اَحَداً مِنْ اَھْلِ حَرْبِہٖ اِلَی الشِّرْکِ وَ لَا اِلَی النِّفَاقِ وَلٰکِنْ یَقُوْلُ ھُمْ اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَیْنَا یعنی کہ حضرت علی علیہ السلام اپنے مخالفوں کو نہ ہی مشرک سمجھتے تھے اور نہ ہی منافق، بلکہ فرماتے تھے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں جو ہم سے بغاوت پر اتر آئے ہیں (قرب الاسناد جلد ا صفحہ ۴۵)۔ یہی حدیث اہلِ سنت کی کتابوں میں بھی موجود ہے (بیہقی جلد ۸ صفحہ ۱۷۲، اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۳۱۷)۔ مولا علی کے فرمان سے واضح ہو گیا کہ حضرت امیر معاویہ کو کافر کہنے والا مولا علی کے فیصلے کا منکر ہے اور ایک مصدقہ مسلمان کو کافر کہہ کر خود کافرانہ حرکت کر رہا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امیر معاویہ سے دشمنی کرنے والا مولا علی کے بھائی سے دشمنی کر رہا ہے۔

آج جو لوگ مولا علی سے جنگ کی وجہ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کو کافر اور جہنمی کہہ رہے ہیں کیا ان میں ہمت ہے کہ وہ مولا علی رضی اللہ عنہ کا ایسا قول دکھا سکیں جس میں انہوں نے امیر معاویہ کو کافر اور جہنمی قرار دیا ہو؟ بلکہ الٹا مولا علی انہیں اپنا بھائی قرار دے رہے ہیں اور ان کی منافقت نہیں بلکہ غلط فہمی تسلیم کر رہے ہیں۔

۳۔ مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ابتدا اس طرح ہوئی کہ ہمارا اور شام والوں کا آمنا سامنا ہوا۔

اور ظاہر ہے کہ ہمارا رب بھی ایک، ہمارا نبی بھی ایک، ہماری دعوتِ اسلام بھی ایک، نہ ہی ہمارا دعویٰ تھا کہ ہم اللہ پر ایمان اور اس کے رسول کی تصدیق میں ان سے بڑھ کر ہیں اور نہ ہی وہ اس بات کا دعویٰ کرتے تھے۔ معاملہ بالکل برابر تھا۔ اگر اختلاف تھا تو صرف عثمان کے خون میں اختلاف تھا حالانکہ ہم اس سے بری تھے (نہج البلاغہ صفحہ ۴۲۴)۔

۴۔ اِخْتِلَافُ اَصْحَابِیْ لَکُمْ رَحْمَۃٌ یعنی میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لیے رحمت ہے (احتجاج طبرسی جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۔۱۰۶)۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اس قدر دلائل کے ہوتے ہوئے ان پر زبان درازی کرنا محض بدنصیبی کی علامت ہے۔ اصول یہ ہے کہ کسی مسلمان کے بارے میں حسنِ ظن سے کام لینا واجب ہے اور اگر اس کا کوئی نقص یا عیب نظروں میں آئے بھی تو جہاں تک ہو سکے اس میں صحت کا پہلو تلاش کر کے اسے سخت فتوے سے بچانا ضروری ہے۔

ایک عام آدمی کے حق میں احتیاط اور حسنِ ظن ضروری ہے تو ایک صحابی کاتبِ وحی، محبوبِ کریم ﷺ کے برادرِ نسبتی کے بارے میں کتنا حسنِ ظن ضروری ہوگا اور پھر اس کے بارے میں احادیث میں اس قدر تصریحات موجود ہوں تو اس کے بارے میں لب کشائی کرتے وقت کتنی احتیاط لازم ہوگی۔

میرے عزیز! اہلِ سنت کا مؤقف یہ ہے کہ مولا علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگوں میں مولا علی حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہ کا مؤقف درست نہ تھا مگر اس کے باوجود انہیں حبیبِ کریم ﷺ نے مسلمان قرار دیا ہے لہٰذا ہم ان کی خطا کو اجتہادی خطا یا غلط فہمی اور اچھی نیت پر محمول کرتے ہیں۔ اتنی سی بات ہے جس کا آپ نے بتنگڑ بنا دیا ہے۔

آپ ڈھونڈ ڈھونڈ کر عیب نکالتے رہتے ہیں اور ہم نہایت ادب اور احتیاط کے ساتھ ان کا بہتر محمل تلاش کرتے رہتے ہیں یہ اپنا اپنا نصیب ہے۔

قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ لَعَنَ آخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا یعنی اس امت کے بعد والے لوگ پہلے والوں پر لعنت بھیجیں گے (ترمذی، مشکوۃ صفحہ ۴۷۰)۔

نبی کریم ﷺ نے مولا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ایک ایسی قوم نکلے گی جو آپ سے محبت کا دعویٰ کرے گی، اسلام کو رسواء کرے گی، دین سے اس طرح نکل چکے ہوں گے جیسے تیر نکل جاتا ہے۔ انکے نظریات عجیب ہوں گے۔ انہیں رافضی کہا جائے گا۔ وہ مشرک لوگ ہوں گے، ان کی نشانی یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ جمعہ اور جماعت میں نہیں آئیں گے۔ اپنے سے پہلے لوگوں پر طعن و تشنیع کریں

گے (دار قطنی، صواعقِ محرقہ صفحہ ۱۶۱)۔

واضح رہے کہ آپ کے دوسرے بھائی (خارجی) مولا علی کو غلط کہتے پھرتے ہیں۔

حضور غوثِ اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ لکھتے ہیں کہ: خارجیوں کا قول اسکے خلاف ہے اللہ انکو ہلاک کرے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کبھی بھی امامِ برحق نہ تھے (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۸۶)۔

چنانچہ ایک خارجی لکھتا ہے کہ حضرت معاویہ کا مؤقف ہر اعتبار سے صحیح تھا اور حضرت علی کا صحیح نہ تھا اپنی سیاسی مصلحتوں پر مبنی تھا (تحقیق مزید بسلسلہ خلافت معاویہ و یزید صفحہ ۱۳۷ مصنف عظیم الدین خارجی)۔

اہل سنت کے نزدیک جیسا یہ خارجی زبان دراز ہے ویسے ہی آپ زبان دراز ہیں اور بڑوں کے معاملہ میں جج۔

یہ بھی واضح رہے کہ محمود عباسی اینڈ کمپنی خارجیوں نے سیدنا امام حسین علیٰ جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی باغی کہہ دیا ہے (نعوذ باللہ من ذلک)۔

ہمارے نزدیک آپ میں اوران خارجیوں میں کوئی فرق نہیں بلکہ بے ادبی اور بدتمیزی بلکہ بدبختی قدرِ مشترک ہے۔

حرفِ آخر

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنا عقیدہ قائم کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ بخاری، مسلم، ترمذی، مسندِ احمد، سنن سعید بن منصور، مصنف ابنِ ابی شیبہ اور البدایہ والنہایہ جیسی کتابوں سے ہم نے آپکے جو فضائل نقل کیے ہیں انہیں فراموش نہ کیا جائے۔ ثانیاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بغاوت کے باوجود مسلمان قرار دیا ہے (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۰)۔ ثالثاً مولا علی رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں بغاوت کے باوجود بالکل اپنے جیسا مسلمان تسلیم کیا ہے (نہج البلاغہ صفحہ ۴۲۴)۔ رابعاً امام حسن رضی اللہ عنہ نے انہیں خلافت سونپ کر واضح فرمادیا ہے کہ امیر معاویہ مسلمان تھے ورنہ لازم آئے گا کہ آپ نے معاذ اللہ ایک کافر اور جہنمی کو خلافت سونپی اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ خامساً حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ کو بغاوت کے بعد امیر المومنین بھی تسلیم کیا ہے اور صحابی ماننے کے علاوہ فقیہ بھی قرار دیا ہے جب کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اہل بیت کے عظیم فرد ہیں (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۱)۔ سادساً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کی اکثریت گمراہ نہیں ہوسکتی (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۳۹، ابن ماجہ صفحہ ۲۸۳)۔ جبکہ مسلمانوں کی اکثریت اہل سنت پر مشتمل ہے اور اہل سنت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی، مسلمان اور جنتی

سمجھتے ہیں۔ سابعاً بڑوں کے درمیان غلط فہمیاں ہوتی رہتی ہیں۔ یہ غلط فہمیاں نبیوں، صحابیوں، ولیوں اور اہل بیت کے درمیان بھی ہوتی رہی ہیں۔ انکی بنا پر اپنے سے بڑے بزرگوں پر زبان درازی کرنا درست نہیں۔ ثامناً اگر تفصیلی دلائل کسی کی سمجھ میں نہ بھی آئیں تو احتیاط اسی میں ہے کہ ادب کا دامن نہ چھوڑا جائے۔ غلطی سے کسی کی بے ادبی کرنے سے، غلطی سے کسی کا ادب کرنا بہتر ہے۔

قاعدہ یہ ہے کہ کسی مسلمان کی بات میں صحت کا پہلو تلاش کر کے اسے کفر کے فتوے سے بچانے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کسی نے دوسرے کو کافر کہا اور وہ فی الواقع کافر نہیں ہے تو اسے کافر کہنے والا خود کافر ہو جائے گا (مسلم جلد ا صفحہ ۵۷)۔ بعض بدقسمت لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جہنمی ثابت کرنے کیلئے جتنی محنت سے کام لے رہے ہیں اس قدر محنت اور تکلف ویسے ہی جائز نہیں ہے، خواہ کسی عام آدمی کے خلاف کیوں نہ ہو۔ چہ جائیکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو پھر بھی ایک صحابی ہیں اور انکے بے شمار فضائل احادیث میں بیان ہو چکے ہیں۔ خوب سمجھ لیجیے یہ جملہ بہت قیمتی ہے۔

ابنِ عساکر نے ابوزرعہ رازی سے روایت کیا ہے کہ ان سے ایک آدمی نے کہا کہ میں معاویہ سے بغض رکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا کس وجہ سے؟ اس نے کہا اس لیے کہ اس نے علی سے جنگ لڑی تھی۔ ابوزرعہ نے فرمایا تیرا خانہ خراب، معاویہ کا رب رحیم ہے اور معاویہ سے جنگ کرنے والا علی کریم ہے۔ تمہیں ان دونوں کے درمیان پنگا لینے کی کیا ضرورت ہے (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۷)۔

نوٹ:۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں اور آپ پر وارد کیے جانے والے اعتراضات کے رد میں مندرجہ ذیل کتب لکھی جا چکی ہیں۔ مگر افسوس کہ مکار لوگ بار بار انہی گھسے پٹے سوالات کو دوہراتے رہنے کے عادی ہیں۔

ا۔ دشمنانِ امیر معاویہ کا علمی محاسبہ	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی صاحب
۲۔ النار الحامیہ لمن ذم المعاویہ	حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی
۳۔ سیدنا امیر معاویہ	مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی
۴۔ ناہیہ عن ذم معاویہ	حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی
۵۔ تطہیر الجنان	حضرت علامہ ابن حجر مکی علیہم الرحمۃ

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

☆......☆......☆

نعت شریف

قرآن میں بیانِ پروردگار ہے

کہ میرے نبی پہ سارا دارومدار ہے

تیری وجہ سے مانا تیرے صحابیوں کو

ظاہر تیرا گھرانہ دل کا قرار ہے

مولا علی کے صدقے صدیق پر میں قرباں

اِک لاڈلا ہے تیرا اِک یارِ غار ہے

کوئی چار کا ہے دشمن کوئی پنج کا ہے منکر

سب کا ادب کرے جو محمد کا یار ہے

نعرۂ حیدری پر ایمان ہے ہمارا

پہلے مگر پیارا حق چار یار ہے

تیری فاطمہ ہے بیٹی تیری عائشہ ہے زوجہ

اِک تیرے تن کا ٹکڑا اِک رازدار ہے

تیری گلی کے کتوں پر جان وجگر فدا ہے

میری نظر کا سرمہ اُن کا غبار ہے

بے ادب کر رہے ہیں دعوے محبتوں کے

جھوٹے فریبیوں پر لعنت ہزار ہے

مولا ادب سکھائے بے ادب نہ بنائے

اے قاسمؔ ادب میں ہی بیڑا پار ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عَالِمِ مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ